ذاتِ صدیقؓ نگاہِ حیدرؓ میں

مولانا محمد منشاء کاشف

مجھے کبھی طمع پیدا نہیں ہوئی کہ ابوبکرؓ کو کوئی حادثہ پیش آئے اور امر خلافت میری طرف لوٹے۔ حضرت علیؓ

اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو چمنستان اسلام کی آبیاری کے لئے جو ساتھی مرحمت فرمائے وہ خیر الخلائق اور بہترین انسان تھے۔ ان کا اتفاق ان کی محبت و مودت ان کا حسن سلوک ان کی مواخات و مواسات ان کا ایثار اور قربانی ان کا جذبہ خدمت و جان نثاری غرضیکہ تمام اچھے افعال کے وہ حامل تھے اور انہوں نے ان خصلتوں اور اچھی عادتوں کو اپنایا تھا اور وہ تمام بری عادات اور زمانہ جاہلیت کی تمام فاسد اور باطل خصلتوں کو ترک کر چکے تھے۔ اللہ تعالی نے ایمان سے ان کے دلوں کو مزین کر دیا تھا اور کفر و فسق اور عصیان کی تمام آلودگیوں سے ان کو صرف پاک ہی نہیں کر دیا تھا بلکہ ان میں کفر و فسوق و عصیان کے لئے جذبہ نفرت پیدا کر دیا تھا۔

حبب الیکم الایمان و زینہ قلوبکم و کرہ الیکم الکفر والفسوق و العصیان۔ (الحجرات)

یہ جماعت صحابہؓ اللہ رب العالمین کے دربار میں اتنی منظور نظر اور مقبول تھی کہ اللہ تعالی نے ان کے بارے میں ذرہ برابر ان کی گستاخی کو بھی برداشت نہیں کیا۔ واقعات اس پر شاہد ہیں ان رفیقان رسول کی جماعت میں ایسی ہستیاں ہیں جن کی زندگیاں زمانہ حاضرہ کے لئے بہترین نمونہ اور سبق آموز ہیں۔ خصوصا خلفائے راشدین جو اولین مہاجرین میں سے تھے امت کے لئے درخشاں ستاروں کا کام دیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے جن خوش نصیب انسانوں کی تربیت فرمائی۔ انسانیت ان کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ انہیں پاکباز اور خوش نصیب' خوش بخت ہستیوں میں سے آپ کے یار غار خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے برادر عم داماد خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مسلمہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل الناس ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر عمرؓ بن الخطاب' پھر عثمانؓ بن عفان' پھر علیؓ بن ابی طالب' یہ سب حق پر ہیں اور حق کے ساتھ رہے۔

> میں نے ابوبکر صدیقؓ کے بعد حوادثات کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ باطل راہ سے ہٹ گیا اور ابوبکر صدیقؓ نے اعتدال و میانہ روی کا راستہ اختیار کیا اور میں خیر خواہی سے انکا دوست رہا اور ان کی اطاعت کی۔ فرمان علیؓ

عقیدہ طحاویہ میں اس کی مزید تشریح اس طرح بیان کی گئی ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق کو تمام امت پر افضل قرار دیتے ہوئے سب سے پہلے خلافت ان کے لئے ثابت کرتے ہیں پھر عمر بن الخطابؓ کے لئے پھر عثمان بن عفانؓ کے لئے پھر علی بن ابی طالب کے لئے اور یہ خلفاء راشدین اور آئمہ محدثین ہیں۔ (بحوالہ خلافت و ملوکیت ص ۲۳۱-۲۳۲)

آج کل اسلامی اتحاد و تنظیم کے خلاف آوازیں بلند ہو رہی ہیں اور اہل اسلام کو آنحضرت ﷺ کی رحلت سے موجودہ دور تک دو مخالف گروہوں میں تقسیم کرنے کی سعی کی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بعض لوگوں کو خلفاء رسول مقبول ﷺ اور آئمہ اسلام اور مقتدیان اہل ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' عثمان غنی رضی اللہ عنہ' اور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ۔ ان نجوم ہدایت' تربیت یافتگان رسول اکرم ﷺ کے متعلق اس قسم کے طعن و تشنیع اور عیب جوئی اور بدگوئی کا موقع فراہم کیا جا رہا ہے کہ یہ سب حضرات سرمایہ پرست' خود غرض' فقراء و مساکین کے حقوق خورد برد کرنے والے اور دنیاوی اقتدار اور مال و متاع کے لئے (نعوذ باللہ) باہم دشمن اور دست بگریبان تھے۔ حالانکہ اس موجودہ نازک دور کے مسلمانوں کا تو یہ فرض ہے کہ وہ باہمی اتحاد و اتفاق اور اخوت و محبت کے نورانی طریقہ پر گامزن ہو کر تمام اختلافی تاریکیوں سے نجات حاصل کرکے منزل مراد پر مظفر و منصور ہو جائیں مگر بعض لوگ غلط پروپیگنڈہ کرکے عام مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں رخنہ اندازی محض پیٹ پرستی اور زر اندوزی کے حقیر اور ذلیل مقصد کے لئے کرتے پھرتے ہیں اور خلفاء راشدین جیسے پاکباز انسان جو کہ رات دن' صبح شام ہر امر شریک عمل اور ایک دوسرے کے مشیر کار تھے ان کے درمیان اختلاف و نزاع اور

بغض و عداوت دکھانے کی سعی لا حاصل کرتے اور لایعنی جدوجہد کرتے پھرتے ہیں جن بزرگان دین و آئمہ و نجوم ہدایت و نمونہ' کمالات نبوت اور تربیت یافتگان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا متواتر ۲۳ سال تک سفر و حضر میں حضور اکرم نے تزکیہ و تصفیہ فرمایا تھا۔ ان کی عدالت و صداقت' دیانت و امانت پر شک و شبہ کرنا درحقیقت فیوض و برکات و انوار نبوت سے ناواقفیت و لاعلمی ہے اور رسول کریم ﷺ کے جانشین اول خلیفہ بلا فصل جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جناب اسد اللہ رضی اللہ عنہ تک کو کینہ اور عداوت کی بناوٹی حکایات اور موضوع روایات پر اعتماد کرکے ان مقدس ہستیوں کو محض زمانہ ساز اور ابن الوقت لوگوں کی طرح دفع الوقتی کرنے والا حیلہ جو سمجھنا' درحقیقت ایمان کی حقیقت و حقانیت سے لاعلمی و بے سمجھی کا نتیجہ اور حاصل ہے۔ جب کہ جناب امیر المومنین علی المرتضٰی کا جناب صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور مالی و ظائف لینا' ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا' کھانا پینا' سلام و کلام کرنا' مشورے لینا دینا اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھنا غرضیکہ ہر طرح کے معاملات و عبادات میں شریک ہونا کتب معتبرہ اور روایات صحیحہ موثقہ سے ثابت ہے اگر حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ شیرہ خدا العیاذا باللہ بطور پالیسی ملے رہے تو پھر ایمان و یقین' حق و صداقت کا نام و نشان کبھی کسی کو ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گا۔

ہم اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کے پیش نظر وہ واقعات و حوالہ جات پیش کرتے ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو گا کہ زمانہ ہجرت کے انتہائی سخت مصیبت کے وقت جو دو رفیق حضور علیہ السلام کی خدمت کا حق بجا لائے ان کے باہمی تعلقات کس قدر عقیدت و محبت اور اتفاق و اتحاد کے تھے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ایک خطبہ میں جو شیعہ حضرات کی مشہور اور معتبر کتاب منار الھدی مولفہ شیخ علی البحرانی کے ص ۳۷۲ پر درج ہے' فرماتے ہیں:

حضرت علیؓ کو ابوبکر صدیقؓ کی دیانت' امانت اور امامت پر پورا اعتماد و اعتقاد تھا اور حضرت علی ہمیشہ خلافت صدیقیؓ میں ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔

(عربی عبارت کا ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ وفات پا گئے تو مسلمانوں نے آپ کے بعد امر خلافت میں اختلاف کیا اللہ کی قسم میرے دل میں یہ نہیں آتا تھا کہ عرب کے لوگ خلافت کے امر کو آنحضرت ﷺ کے بعد اہل بیت کے سوا کسی اور کی طرف جائیں گے اور نہ کبھی یہ خیال ہوا کہ وہ مجھے اس سے محروم کر دیں گے کہ اچانک مجھے یہ دیکھ کر گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ لوگ حضرت ابوبکر پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور ان کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں تاکہ ان کی بیعت کریں پس میں نے اپنا ہاتھ روک لیا حالانکہ میں ان لوگوں سے جن کے سپرد آنحضرت کے بعد خلافت کا امر ہو حضور ﷺ سے اپنے مقام کی وجہ سے حقدار تھا میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ایسی حالت میں رہا پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ گروہ اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہیں اور خدا کے دین اور ملت محمدؐ کو مٹانے کی دعوت دے رہے ہیں تو میں ڈرا کہ اگر اب بھی میں نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی اور اس میں کوئی رخنہ اور رکاوٹ پیدا ہو گئی تو ان باتوں کی وجہ سے جو مجھے پہنچے گی وہ تم پر حکمرانی کے کھوئے جانے سے زیادہ سخت ہو گی ولایت تو ایک چند دن کا سامان ہے پھر وہ اس طرح جاتی رہتی ہے کہ اس کا کچھ باقی نہیں رہتا جس طرح سراب جاتا رہتا ہے' یا جس طرح بادل پھٹ جاتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

فمشیت عند ذلک الی ابی بکر' فبایعته و نهضت فی تلک الاحداث حتی زاغ الباطل و زهق و کانت کلمة الله هی العلیا ولو کره الکفرون فتولی ابوبکر تلک الامور و سدد و قارب واقتصد و صحبته مناصحا له و اطمعته فی ماء اطاع الله فیه جاهدا و ما طمعت ان لو حدث به حدث و انا حی و یرد الی الامر الذی بایعته فیه۔

ترجمہ:۔ پس اس وقت میں خود چل کر ابوبکرؓ کے پاس گیا اور ان کی بیعت کر لی اور ان حوادث کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ باطل راہ سے ہٹ گیا اور بھاگ گیا اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا خواہ کافر اسے ناپسند کریں۔ ابوبکرؓ ان امور کے والی رہے اور انہوں نے درستی اعتدال اور میانہ روی کا طریق اختیار کیا اور میں خیر خواہی سے ان کا دوست رہا اور ان امور میں جن میں انہوں نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی ان کا کوشش سے فرمانبردار رہا اور مجھے کبھی طمع پیدا نہ ہوئی کہ ابوبکر کو کوئی حادثہ پہنچے اور امر خلافت جس کی میں نے بیعت کی ہے میری طرف لوٹ آئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ سے ظاہر ہے کہ گو حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے تھے اور اہل بیت میں سے ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو خلافت کا زیادہ اہل سمجھتے تھے اور ان کا یہ بھی خیال تھا کہ لوگ اہل بیت کے سوا امر خلافت کسی کے سپرد نہیں کریں گے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ لوگوں نے آگے بڑھ بڑھ کر حضرت ابو بکر کی بیعت کر لی ہے تو آپ نے بیعت کرنے سے ہاتھ روک لیا اور کچھ عرصہ تک بیعت کرنے سے رکے رہے پھر جب دیکھا

کہ بہت سے لوگ اسلام سے مرتد ہو رہے ہیں اور وہ دین کے مٹانے کے درپے ہیں تو انہوں نے اپنی خلافت کے امر کو نصرت اسلام و نصرت مسلمین کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت نہ دیتے ہوئے بلکہ اسے چند دن کا متاع سمجھتے ہوئے ان حوادث کے مقابلہ کا عزم بالجزم کر لیا اور خود جا کر ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔ گویا ان سے کسی شخص نے بیعت زبردستی نہیں کرائی بلکہ برضا و رغبت صرف تائید اسلام اور نصرت مسلمین کے جذبہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انہوں نے خود جا کر بیعت کر لی۔ پھر حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ کی شان میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے خلافت کے امر کو نہایت عمدگی' اعتدال پسندی اور میانہ روی سے چلایا اور میں ان کا خیر خواہی سے دوست رہا اور ان کے احکام کی کوشش کے ساتھ (اطاعت کرتا رہا اور مجھے کبھی طمع پیدا نہ ہوئی کہ انہیں کوئی حادثہ پہنچے اور خلافت مجھے مل جائے۔

حضرت علیؓ نے خلفاء راشدین کی بیعت بھی کی۔ ان کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں' مالی وظائف بھی لیئے اور ان کی مجالس میں شرکت و آمد و رفت بھی رکھی۔

اگرچہ دوسرے مسلمان یعنی اہل سنت والجماعت اہلحدیث سب ہی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کبھی اتنا خیال بھی ظاہر نہیں کیا کہ میں خلافت کا سب سے زیادہ اہل تھا لیکن منار الھدی کی اس روایت کے مطابق اگر فرض بھی کر لیں کہ وہ اپنے آپ کو عروج کے لئے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کی برکات کو ملحوظ نظر فرما کر بیعت منظور کر لی اگر حضرت صدیق اکبر سچے اور لائق بیعت نہ ہوتے حضرت علیؓ شیر خدا جیسے دیندار اور دلاور ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے۔ درحقیقت حضرت علیؓ کا یہ بیعت قبول کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دیانت' امانت اور امامت پر پورا اعتماد و اعتقاد تھا اور کیسے نہ ہوتا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق کو افضل ترین عبادت نماز میں تمام مجمع صحابہ و اہل بیت و بنی ہاشم رضوان اللہ علیہم اجمعین کا امام اور اپنا قائم مقام مقرر فرمایا حالانکہ اس وقت حضرت علیؓ وعباسؓ و عقیل و طلحہ و زبیر و ابو ذرغفاری اور عمار رضوان اللہ علیہم وغیرہ سب سامنے تھے۔

جیسا کہ نہج البلاغہ کی شرح درہ نجفیہ کے ص ۲۲۵ پر مرقوم ہے:

کان عند خفة مرضه یصلی بالناس بنفسه ---- فلما اشتد به المرض امر ابابکرؓ ان یصلی بالناس ---- و ان ابابکر صلی بالناس بعد ذالک یومین ثم مات۔

جناب رسول اللہ ﷺ اس وقت تک خود لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے جب تک مرض خفیف رہا جب مرض سخت ہو گیا تو ابوبکر صدیقؓ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس کے بعد حضرت ابوبکر دو دن تک رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں تمام لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے پھر آپؐ کی وفات ہو گئی ----

اور اس وجہ سے حضرت علی مرتضیٰؓ ہمیشہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کے زمانہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی کے صفحہ ۶۰ میں ہے:

ثم قام و تهیا للصلوة و حضر المسجد و صلی خلف ابی بکرؓ۔

ترجمہ:۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اٹھے اور نماز کے لئے تیاری کر کے مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

اور بعینہ یہی الفاظ اور یہی واقعہ شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر قمی میں منقول ہے۔

ثم قام و تهیا للصلوة---- الخ۔

شیعہ کا مشہور و معروف مترجم قرآن مجید ترجمہ مقبول احمد ضمیمہ صفحہ ۴۱۵ پر حضرت اسد اللہ کے متعلق رقمطراز ہے۔ پھر وہ (حضرت علیؓ) اٹھے اور نماز ۸ کے قصور سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ شیعہ کی اردو کتاب غزوات حیدری کے صفحہ ۶۲۷ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق مرقوم ہے۔ پس بے اختیار اٹھے اور گزرے وقت سے گھبرائے ناچار آ کر اقامت کہی اور جماعت اہل دین نے عقب ان کے صف باندھی چنانچہ اس صف میں شاہ لافتی بھی تھے اور شریف مرتضیٰ علی الھدی شیعہ مجتہد اعظم نے کتاب شافی ص ۳۵۴ پر تسلیم کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت صدیق وغیرہ خلفاء راشدین سے بیعت بھی کی اور ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں اور مالی وظیفے اور عطیئے بھی لئے اور انکی مجالس میں شرکت اور آمد و رفت بھی رکھی----

اور شیعہ حضرات کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف مصنفہ احمد بن ابی طالب طبرسی کے صفحہ ۵۲ پر ہے:

ثم تناول یدا ابی بکر فبایعه۔

ترجمہ:۔ پھر حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی اور احتجاج طبرسی صفحہ ۵۶ پر مرقوم ہے:

قال اسامة له هل بایعته فقال نعم یا اسامة

ترجمہ:۔ حضرت اسامہؓ حضرت علیؓ سے پوچھا کیا آپ حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں؟ فرمایا! ہاں بیعت کر چکا ہوں۔ شرح نہج البلاغہ درہ

بخنیہ ص ۸۸ اور کشف الغمہ ص ۶۸ اور حق الیقین ۱۴۸۔۱۳۸ فارسی جلد اول اور نیز فروع کافی کے کتاب الروضہ کافی ص ۱۱۵ اور ۱۳۹ اور نیز جلاء العیون فارسی کے ص ۶۸ اور غزوات حیدری وغیرہ کتب میں مختلف طریقوں سے حضرت علی المرتضیٰؓ کا حضرت صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ بحوالہ رسالہ اخوت صدیقؓ و علیؓ مولفہ مولانا عبدالستار تونسوی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ شیر خدا اور جملہ صحابہ کرام کے پیرو مرشد جناب امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر جو بیعت کی تھی یہ بیعت خلافت تھی اگر جناب علی مرتضیٰؓ کو جناب صدیق اکبرؓ کی صداقت و دیانت پر پورا اعتبار نہ ہوتا اور ان کے آپس کے تعلقات باہمی صحیح نہ ہوتے تو حضرت علیؓ حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے۔ شیعہ حضرات کے مجتہد اعظم شریف مرتضیٰ اعلم الھدی اپنی معتبر کتاب الشافی کے ۳۹۸ پر رقمطراز ہیں۔

ثم مدیدہ فبایعہ

ترجمہ :۔ پھر حضرت علی اسد اللہؓ نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور حضرت صدیق اکبرؓ سے بیعت کر لی۔ پھر یہی شریف مرتضیٰ اپنی اسی کتاب الشافی ص ۲۰۹ و ۳۹۹ پر بھی لکھتے ہیں:

فالظاہر الذی لااشکال فیہ انہ علیہ السلام بایع مستد فعاللشر و فرار من الفتنۃ

ترجمہ :۔ پس ظاہر وجہ جس پر کہ کوئی اشکال و اعتراض نہیں اس بیعت کی یہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تاکہ شر دفع ہو اور فتنہ و فساد سے دوری ہو۔ حضرت علیؓ اپنے خطبہ نہج البلاغہ ص ۳۵ پر مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد چند آدمیوں نے سیدنا علی المرتضیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنے لئے بیعت لیں تو آپ نے ان کو فرمایا:

یا ایھا الناس شقوا امواج الفتن یسعن بسفن انجاۃ و عرجوا عن طریق المنافرت۔۔۔ الخ۔

ترجمہ :۔ اے لوگو فتنہ و فساد کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر دو اور منافرت کے راستے چھوڑ دو۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب چند آدمیوں نے حضرت علیؓ کو اپنے لئے بیعت لینے کا کہا تو آپ نے فرمایا' اے لوگو! فتنہ و فساد کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر دو اور منافقت کے راستے چھوڑ دو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور شریف مرتضیٰ

شیعہ مجتہد کے بیان سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کرنا ایک ضروری امر تھا جس کی مخالفت اسلام اور مسلمانوں کے لئے موجب فتنہ اور منافرت و شرارت کا سبب بنتی تو حضرت علیؓ نے اسی دینی ضرورت اور اسلام کی ترقی اور سربلندی کے لئے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ پوری طرح تعاون کیا۔ بہرحال اہل سنت اور شیعہ دونوں کی کتابوں میں واضح الفاظ میں ثابت و منقول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی زندگی میں کسی فتنہ و اختلاف کو راہ نہ پانے دی بلکہ پوری محبت و اخوت اور اتحاد کے راستے پر گامزن ہو کر رضاء الٰہی کی منزل مقصود پر پہنچے [illegible] و خلافت میں [illegible] اور عبادت و معاملات میں کوئی جھگڑا [illegible] نہ ہونے دیا بلکہ ان سب [illegible] مل جل کر اور باہمی خوشگوار تعلقات کے ذریعہ شاہراہ ترقی پر چل کر عروج و کمال حاصل کیا اور رحماء بینھم کی تصویر پیش کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

بقیہ تفسیر سورۃ الفاتحہ

اللہ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے دروازہ کھلنے کی سی آواز سنی' جبریل نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا یہ آسمان کے ایک دروازہ (کھلنے کی آواز) ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا انہوں نے مزید فرمایا اس سے ایک فرشتہ زمین پر اترا اور وہ بھی اس سے پہلے کبھی نہیں اترا اور وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام کر کے عرض گزار ہوا البشر بنورین اوتیتھما لم یوتھما نبی قبلک آپ نے دو نوروں کی خوشخبری ہو جو صرف آپ کو دیئے گئے ہیں آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے " اور وہ ہیں " سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات ان میں سے آپ جو بھی حرف پڑھ کر (سوال کریں گے) وہ آپ کو دیا جائے گا"

(صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب فضل الفاتحہ و خواتیم سورۃ البقرۃ ...... رقم 806)

فرمانِ رسالت

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئیگا جب علم اٹھا لیا جائے گا' جہالت اور فتنے پھیل جائینگے اور ہرج پڑ جائیگا۔ آپؐ سے پوچھا گیا ہرج سے کیا مراد ہے آپؐ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر فرمایا اسی طرح گویا آپؐ نے اس سے قتل مراد لیا۔